

زبیر علی زئی پر رد میں پہلی تحریر

کیا یزید بن معاویہ رحمہ اللہ سنت کو  
بدلنے والے تھے؟



ابو الغزالیؒ کفایت اللہ (المناہلی)

یزید بن معاویہ رحمہ اللہ

کے سلسلے میں زبیر علی زئی کی حسن قرار دی گئی روایت جو درحقیقت موضوع اور من گھڑت

ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بدلنے والا: یزید

ابو مسلم الحجازی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک غزوے میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ایک فوجی کے حصے کی لوٹری قبضے میں لے لی تو (سیدنا) ابو ذر (الخفاری رضی اللہ عنہ) نے حدیث سنائی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”اول مسن یمتدل مستعی وجل من ہنی امیۃ، یقال لہ: یزید“ میری سنت کو سب سے پہلے بنو امیہ کا ایک آدمی تبدیل کرے گا جسے یزید کہا جائے گا۔ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا وہ آدمی میں ہوں؟ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! نہیں۔

پھر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اس لوٹری کو واپس کر دیا۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۶۵/۳۹۹-۳۵۰ و سند حسن)

ابو مسلم الحجازی کو بخلی، ابن حبان اور ذہبی (انکشاف ۳/۴۱۵) نے نقد قرار دیا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس حدیث میں یزید سے مراد یزید بن معاویہ ہے۔ واللہ اعلم

گذشتہ صفحہ پر جس روایت کا ترجمہ پیش کیا گئے وہ اور جسے حسن کہا گیا ہے وہ مع سند و متن اور ترجمہ کے درج ذیل ہے:

أخبرنا أبو سهل محمد بن إبراهيم أنا أبو الفضل الرازي أنا جعفر بن عبد الله نا محمد بن هارون نا محمد بن بشار نا عبد الوهاب نا عوف ثنا مهاجر أبو مخلد حدثني أبو العالية حدثني أبو مسلم قال غزا يزيد بن أبي سفيان بالناس فغنموا **فوقعت جارية نفيسة** في سهم رجل **فاغتصبها يزيد** فأتى الرجل أبا ذر فاستعان به عليه فقال له رد علي الرجل جاريته فتلكأ عليه ثلاثا فقال إني فعلت ذاك (ولفظ أبي يعلى: لئن فعلت) لقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أول من يبدل سنتي رجل من بنى أمية يقال له يزيد فقال له يزيد بن أبي سفيان نشدتك بالله أنا منهم قال لا قال فرد علي الرجل جاريته .

ابو مسلم کہتے ہیں کہ صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنی امارت میں لوگوں کے ساتھ جہاد کیا تو انہیں مال غنیمت حاصل ہوا تو ایک مجاہد کے حصہ میں ایک خوبصورت لونڈی آئی تو صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (جو فوج کے امیر و کمانڈر تھے انہوں) نے اس لونڈی کو غصب کر لیا، اس کے بعد یہ مجاہد ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلاف ان سے مدد مانگی، تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: اس مجاہد کو اس کی لونڈی واپس کر دو لیکن

یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ٹال دیا، ابوذر رضی اللہ عنہ نے تین بار ان سے یہی کہا اور تینوں بار یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ٹال دیا۔ تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: بہتر ہے جیسا کہا جا رہا ہے ویسا کرو کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: میری سنت کو سب سے پہلے جو شخص بدلے گا وہ بنو امیہ کا شخص ہوگا جسے یزید کہا جائے گا۔ تو یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا میں ان میں سے ہوں؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اس کے بعد یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اس مجاہد کو وہ لونڈی واپس کر دی۔ [تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲۴۹/۶۵-۲۵۰ و اخرجه ايضا ابو يعلى كما فى إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة: ۸۵/۸ رقم ۷۵۳۵، و المطالب العالیة بزوائد المسانيد الثمانية: ۲۷۸/۱۸ من طریق عبد الوهاب به نحوه، و اخرجه غير واحد من طریق عوف منقطعاً بین ابی العالیہ و ابی ذر]۔

یہ روایت باطل ہے کسی سبائی درندے نے اسے گھڑا ہے۔

اس روایت میں صرف یزید بن معاویہ ہی نہیں بلکہ یزید نامی صحابی یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ پر بھی انتہائی گھناؤنا الزام لگایا گیا ہے اور وہ یہ کہ صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے (معاذ اللہ) کسی اور کی لونڈی کو زبردستی چھین لیا اور جب انہیں یزید سے متعلق حدیث رسول سنائی گئی تو انہوں نے غضب کردہ لونڈی واپس کی۔

غور کریں کتنا گھناؤنا کردار صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے، کہ انہوں نے کسی اور کے حصہ میں خوبصورت لڑکی دیکھی تو اسے

غضب کر لیا، یاد رہے کہ اصل متن کے الفاظ ہیں ”فاغتصبہا یزید“ یعنی ”صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اس خوبصورت لڑکی کو غضب کر لیا“ یہی ترجمہ درست ہے۔

اور مجلہ الحدیث کے محولہ صفحہ پر جو یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ ”لونڈی قبضہ میں لے لی“۔ تو یہ ترجمہ کسی بھی صورت میں درست نہیں، اور شاید مترجم کو بھی معلوم تھا کہ یہ درست ترجمہ نہیں ہے لیکن چونکہ صحیح ترجمہ کرنے کی صورت میں ایک صحابی رسول کا بڑا گھناؤنا کردار سامنے آ رہا تھا اس لئے مترجم اس کی جرأت نہیں کر سکے، حالانکہ یہ غلط ترجمہ سیاق و سباق سے بالکل کٹ جاتا ہے۔

حد ہو گئی کہ یزید دشمنی میں یزید نامی صحابی رسول رضی اللہ عنہ پر بھی گھناؤنا الزام لگانے سے لوگ نہیں ہچکچاتے۔ واللہ المستعان۔

## روایت مذکورہ کی استنادی حالت

کسی بھی روایت کی محض ظاہری سند دیکھ کر یا اس کے دیگر طرق سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف ایک ہی طریق کو سامنے رکھ کر حکم لگانا متقدمین کے منہج کے سراسر خلاف ہے، یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے آج کوئی شخص صرف ایک حدیث کو سامنے رکھ کر فتویٰ دینے لگ جائے۔

جب ہم روایت مذکورہ کی تمام اسانید کو سامنے رکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ابوالعالیہ

اور ابو ذر کے بیچ سے ایک راوی ساقط ہے عبدالوہاب کے علاوہ تمام رواۃ نے اس سند کو انقطاع کے ساتھ بیان کیا ہے ملاحظہ ہو:

### ❁ ہودۃ بن خلیفۃ الثقفی:

☆ امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۵۸ھ) نے کہا:

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِانَ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ الصَّفَّارِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْمُؤَدَّبُ،

حَدَّثَنَا هُوْدَةُ بْنُ خَلِيْفَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ (؟) لَمَّا كَانَ يَزِيْدُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَمِيرًا بِالشَّامِ غَرَا النَّاسُ فَعَنِمُوا وَسَلِمُوا فَكَانَ فِي غَنِيْمَتِهِمْ جَارِيَةٌ نَفِيْسَةٌ فَصَارَتْ لِرَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي سَهْمِهِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ يَزِيْدُ فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ وَأَبُو ذَرٍّ يَوْمئِذٍ بِالشَّامِ قَالَ: فَاسْتَغَاتِ الرَّجُلُ بِأَبِي ذَرٍّ عَلَى يَزِيْدَ فَانْطَلَقَ مَعَهُ فَقَالَ لِيَزِيْدَ: رُدَّ عَلَى الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ -ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - قَالَ أَبُو ذَرٍّ: أَمَّا وَاللَّهِ لَنُفْعَلَتْ، لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةٍ ثُمَّ وَلَّى عَنْهُ فَلَحِقَهُ يَزِيْدُ فَقَالَ أَذْكَرُكَ بِاللَّهِ: أَنَا هُوَ قَالَ: اللَّهُمَّ لَا وَرَدَّ عَلَى الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ. [دلائل النبوة للبيهقي: - ۶۷/۶ -]

☆ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۵ھ) نے کہا:

حَدَّثَنَا هُوْدَةُ بْنُ خَلِيْفَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي خَلْدَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ،

(؟) عَنْ أَبِي ذَرٍّ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: **أَوَّلُ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ**. [مصنف بن أبي شيبة ت عوامة: ۵۵۴/۱۹، دلائل النبوة للبيهقي: ۴۶۷/۶]۔

### ❁ معاذ بن معاذ العنبري:

امام ابن ابی عاصم (المتوفی: ۲۸۷ھ) نے کہا:  
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ،

ثَنَا **أَبِي**، ثَنَا **عَوْفٌ**، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ مَخْلَدٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، (؟) عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ قَالَ لِيَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: **أَوَّلُ مَنْ يُغَيِّرُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ**. [الأوائل لابن أبي عاصم: ص ۷۷]۔

### ❁ سفيان بن عيينة الهلالي:

امام ابو نعیم رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۰ھ) نے کہا:

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ النَّيْسَابُورِيُّ فِي كِتَابِهِ إِلَيَّ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ سَلَمٍ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبَانَ الْأَصْبَهَانِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، ثَنَا **سُفْيَانٌ**، عَنْ **عَوْفٍ**، عَنْ خَالِدِ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ (؟) **كُنَّا بِالشَّامِ مَعَ أَبِي ذَرٍّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

يَقُولُ: أَوَّلُ رَجُلٍ يُغَيِّرُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ فَقَالَ يَزِيدُ: أَنَا هُوَ؟ قَالَ: لَا. [تاريخ أصبهان، أخبار أصبهان: ۱۳۲/۱]۔

### ❁ سعید بن عبدالکریم بن سلیط:

امام ابن عساکر رحمہ اللہ (المتوفی: ۵۷۱ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو الفضل أحمد بن منصور بن بكر بن محمد أنا جدی أنبأ أبو بكر أحمد بن محمد بن عبدوس الحيرى إملاء أنا أبو الحسين عبد الصمد بن علي بن مكرم البزاز ببغداد نا أحمد بن محمد بن نصر ثنا سري بن يحيى

نا سعید بن عبدالکریم بن سلیط أنه سمع عوف بن أبی جميلة يحدث عن المهاجر أنه حدث أبو العالية قال (؟) لما كان زمن يزيد بن أبی سفيان بالشام غزا الناس فغنموا وكانت في غنائمهم جارية نفيسة فصارت لرجل في قسمه فأرسل إليه يزيد فانتزعها وأبو ذر يومئذ بالشام فاستعان الرجل بأبي ذر فانطلق معه فقال رد علي الرجل جاريته فتركها يزيد فقال أما والله لئن فعلت لقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن أول من يبدل سنتي رجل من بني أمية ثم ولي فلحقه فقال أذكرك الله أهو أنا قال اللهم لا فرد علي الرجل جاريته. [تاريخ دمشق لابن عساکر: ۲۵۰/۶۵]۔



## ❁ النضر بن شميل المازنی:

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أُنْبَأُ سُلَيْمَانَ بْنِ سَلَمٍ قَالَ:

أُنْبَأُ النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ قَالَ: أُنْبَأُ عَوْفٌ، عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ رُفَيْعِ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ (؟) قَالَ أَبُو ذَرٍّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ. [الكنى والأسماء للدولابي -: ۳۶۳/۳].

مؤخر الذکر تین روایۃ تک سند کمزور ہے لیکن اوپر کے دو روایۃ سے ثابت ہے کہ انہوں نے روایت مذکورہ کو منقطع بیان کیا ہے پھر ان دونوں کے ساتھ مل کر بقیہ روایۃ کا بیان بھی درست ثابت ہوتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ابن عساکر کی زیر نظر روایت میں رویانی کے شیخ عبد الوہاب سے سند بیان کرنے میں غلطی ہوئی ہے انہوں نے منقطع روایت کو موصول بیان کر دیا ہے۔

اس طرح کی غلطی کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

امام ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۷۷ھ) نے کہا:

وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ (؟) عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَا عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَا: وَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِيلِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ. وَفِيهِ بَعَثَ، وَفِيهِ عَرَجَ بِهِ إِلَى

السماء، وفيه هاجر، وفيه مات. فيه انقطاع.

جابر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ 12 ربیع الاول ہی کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی اور 12 ربیع الاول ہی کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور 12 ربیع الاول ہی کو آپ کی بعثت ہوئی اور 12 ربیع الاول ہی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی اور 12 ربیع الاول ہی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی [البداية والنهاية ط إحياء التراث: ۱۳۵/۳]۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ یہ روایت نقل کرنے کے بعد ہی فرماتے ہیں فِيهِ انْقِطَاعٌ یعنی اس کی سند میں انقطاع ہے۔

اس روایت سے اہل بدعت استدلال کرتے ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش بارہ ربیع الاول ہے۔

لیکن اس کا جواب یہی دیا جاتا ہے کہ ابن کثیر اور ابن تیمیہ وغیرہ نے اس حدیث کو منقطع قرار دیا ہے۔

مگر امام جوزقانی نے اپنی سند سے ابن ابی شیبہ کے طریق سے یہی روایت نقل کی ہے اور ان کی نقل کردہ سند میں انقطاع نہیں ہے بلکہ عفان اور سعید بن میناء کے درمیان سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ نامی ثقہ راوی کا ذکر ہے۔

ملاحظہ ہو یہ مکمل روایت:

أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ طَاهِرِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ

مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَلِيٍّ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ عِيسَى، إِمْلَاءً، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُمَا قَالَا: وَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِيلِ، يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، الثَّانِي عَشَرَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ، وَفِيهِ بُعِثَ، وَفِيهِ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ، وَفِيهِ هَاجَرَ، وَفِيهِ مَاتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جابر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ 12 ربیع الاول کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی، اور 12 ربیع الاول ہی کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، اور 12 ربیع الاول ہی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی، اور 12 ربیع الاول ہی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی، اور 12 ربیع الاول ہی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی [الأباطیل والمناکیر للجورقانی: ۲۶۷/۱]۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انقطاع کا ازالہ ہو گیا اور مذکورہ روایت صحیح ہو گئی کیونکہ موصول روایت کرنے والے محمد بن طاہر گرچہ ثقہ ہیں لیکن متکلم فیہ ہیں لہذا ثقہ کے خلاف ان کا موصول بیان کرنا غیر مقبول ہے تفصیل کے لئے دیکھئے: ہمارا مضمون: ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش سے متعلق ایک روایت کا جائزہ“۔ اہل السنہ: جنوری

میرے خیال سے جو لوگ یزید سے متعلق ابن عساکر کی مذکور روایت کو صحیح یا حسن کہتے

ہیں انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے متعلق بھی محولہ روایت کو صحیح کہنا چاہئے بلکہ بدرجہ اولیٰ صحیح کہنا چاہئے کیونکہ یہاں صرف ایک ثقہ روای کی مخالفت ہے، اور زیر بحث روایت میں تو متعدد ثقات کی مخالفت ہے۔

بہر حال یہ متقدمین کا منہج نہیں ہے کہ ثقہ یا حسن الحدیث کی زیادتی مطلقاً قبول کر لی جائے اور حقیقت یہ ہے کہ زیادتی ثقہ کے قبول و رد کے لئے متقدمین کے یہاں کوئی ضابطہ ہے ہی نہیں بلکہ متقدمین قرآن کو دیکھ کر فیصلہ کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲) نے کہا:

والذی یجری علی قواعد المحدثین أنهم لا یحکمون علیہ بحکم مستقل من القبول والرد، بل یرجحون بالقرائن کما قدمنا فی مسألة تعارض الوصل والإرسال.

زیادتی ثقہ سے متعلق محدثین کے قواعد پر جو بات جاری ہے وہ یہ کہ محدثین زیادتی ثقہ پر قبول و رد کے اعتبار سے کوئی مستقل حکم نہیں لگاتے بلکہ قرآن کی روشنی میں ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ موصول اور مرسل کے تعارض کے مسئلہ میں ہم بیان کر چکے ہیں [النکت علی کتاب ابن الصلاح لابن حجر: ج ۲ ص ۶۸۷]۔

اسی لئے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے تاریخ پیدائش والی روایات کو منقطع کہا ہے حالانکہ حسن الحدیث راوی نے اسے موصول بیان کیا، لیکن چونکہ

موصول والی سند میں کمزور حافظہ والا راوی ہے اور یہ وصل مصنف کی اصل کتاب کے خلاف بھی ہے لہذا ان قرائن کی بنیاد پر حسن الحدیث راوی کے وصل کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ یہی حال زیر بحث یزید سے متعلق روایت کا بھی ہے کہ تمام رواۃ نے اسے منقطع بیان کیا ہے صرف عبد الوہاب نے وصل کیا ہے اور یہ گرچہ ثقہ ہیں لیکن ان کے حافظہ پر جرح ہوئی ہے چنانچہ:

✽ امام ابن سعد رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۰ھ) نے کہا:

عبد الوہاب بن عبد المجید الثقفی. ویکنی أبا محمد. وکان ثقة **وفیه ضعف**.

عبد الوہاب بن عبد المجید الثقفی اس کی کنیت ابو محمد ہے یہ ثقہ تھے **اس میں ضعیف** ہے [الطبقات لابن سعد: ۲۱۲/۷]۔

اور اخیر عمر میں ان کا حافظہ اس حد تک خراب ہو گیا تھا کہ یہ اختلاط کے شکار ہو گئے تھے۔

✽ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ) نے کہا:

عبد الوہاب بن عبد المجید بن الصلت الثقفی أبو محمد البصری ثقة **تغیر قبل موته بثلاث سنين**.

عبد الوہاب بن عبد المجید بن الصلت الثقفی أبو محمد البصری، یہ ثقہ ہیں، یہ اپنی موت سے تین سال قبل تغیر حفظ کے شکار ہو گئے تھے [تقریب التهذیب: - رقم: ۴۲۶۱]۔

معلوم ہوا کہ عبد الوہاب ثقہ ہونے کے باوجود متکلم فیہ تھے نیز ان کے وصل والی روایت کے ہوتے ہوئے بھی بہت سارے محدثین نے ان کی زیر بحث روایت کو منقطع قرار دیا ہے۔

✽ چنانچہ خود ابن عساکر رحمہ اللہ نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ ایک مقام پر اسی روایت کو منقطع روایت کرنے کے بعد کہا:

رواہ عبد الوہاب الثقفی عن عوف عن أبی مہاجر عن أبی العالیۃ عن أبی مسلم عن أبی ذر **زاد فیہ أبو مسلم** .  
اسے عبد الوہاب ثقی نے عوف عن ابی مہاجر عن ابی العالیۃ عن ابی مسلم عن ابی ذر کے طریق سے روایت کیا ہے اور عبد الوہاب نے اس میں ”ابو مسلم“ کا اضافہ کر دیا ہے [تاریخ دمشق لابن عساکر: ۱۶۰/۱۸]۔

✽ امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اس سند میں ابو مسلم کی زیادتی پر تنبیہ کرتے ہوئے کہا:  
أخرجہ الرویانی فی مسندہ عن بندار، **وروی من وجہ آخر، عن عوف، ولیس فیہ أبو مسلم** .

امام رویانی نے اسے اپنی مسند میں بندار سے روایت کیا ہے اور ایک اور طریق سے عوف سے یہی روایت مروی ہے اس میں ابو مسلم نہیں ہے [تاریخ الإسلام للذہبی تدمری: ۲۷۳/۵]۔

✽ امام بیہقی رحمہ اللہ بھی اس سند کو منقطع قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

وفی هذا الإسناد إرسال بین أبی العالیة وأبی ذر.

اس سند میں ابوالعالیہ اور ابوذر کے بیچ میں **إرسال** ہے [دلائل النبوة

للبيهقي: ۴۶۷/۶]۔

✽ اسی طرح امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اس سند پر انقطاع ہی کا حکم لگایا ہے چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ ابن عساکر کی مذکورہ روایت اور اس جیسی روایات کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وقد أورد ابن عساكر أحاديث في ذم يزيد بن معاوية **كلها موضوعة لا يصح شيء منها** وأجود ما ورد ما ذكرناه **على ضعف أسانيدہ وانقطاع بعضه**.

ابن عساکر نے یزید بن معاویہ کی مذمت میں بہت سی احادیث نقل کی ہیں وہ سب کی سب موضوع اور من گھڑت ہیں ان میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے اس سلسلے میں وارد سب سے بہتر وہ روایات ہیں جنہیں ہم نے ذکر کیا ہے لیکن ان کی سندیں بھی ضعیف ہیں اور بعض منقطع ہیں [البدایة والنہایة: ۲۳۱/۸]۔

یعنی ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن عساکر میں موجود یزید کی مذمت کرنے والی تمام روایات کو مردود قرار دیا ہے ان میں زیر بحث روایت بھی ہے۔

نیز امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے زیر بحث روایت کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ سے تضعیف کا قول نقل کیا ہے چنانچہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

و كذا رواه البخارى فى التاريخ وأبو يعلى عن محمد بن المثنى عن

**عبد الوهاب ثم قال البخارى والحديث معلول**

اور اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے (اپنی کتاب) تاریخ میں روایت کیا، اور ابو یعلیٰ نے عن محمد بن مثنیٰ عن عبد الوہاب کے طریق سے روایت کیا ہے، **پھر اسے روایت کرنے کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث معلول ہے۔** [البداية والنهاية ۲۳۱/۸ ونقله ابن كثير من كتاب البخارى]-

❁ اسی طرح ابن طولون نے بھی ابن کثیر کے حوالہ سے امام بخاری کی تضعیف نقل کرتے ہوئے کہا:

**قال البخارى: والحديث معلول.**

**امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث معلول ہے۔** [قيد الشريد لابن طولون

:- ص: ۳۸]-

❁ امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

حدثني محمد ، قال: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ

المهاجر بن مخلد: قال: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ ، قال: وحدثني أبو مسلم قال :



كان أبو ذر بالشام وعليها يزيد بن أبي سفيان فغزا الناس  
فغنموا.... والمعروف أن أبا ذر كان بالشام زمن عثمان وعليها معاوية  
ومات يزيد في زمن عُمر ولا يعرف لأبي ذر قدوم الشام زمن عُمر رضي  
الله عنه.

ابو مسلم کہتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ شام میں تھے اور اس وقت وہاں کے امیر صحابی  
رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے تو ان لوگوں نے جہاد کیا اور مال غنیمت حاصل کیا  
۔۔۔ (امام بخاری رحمہ اللہ زیر بحث روایت کو مختصر ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ):  
معروف (معلوم وثابت شدہ) بات یہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ شام میں عثمان رضی اللہ  
عنہ کے دور میں تھے اور اس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے امیر تھے۔ اور یزید بن  
ابی سفیان رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی کے دور میں وفات پا گئے اور عمر فاروق  
رضی اللہ عنہ کے دور میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا شام آنا نامعلوم ہے۔ [التاریخ الأوسط  
للبخاری: ۳۹۷/۱]۔

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کے بقول صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ  
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام کے امیر تھے اور عہد فاروقی ہی میں وفات  
پا گئے اور عہد فاروقی میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا شام آنا ثابت ہی نہیں ہے اور زیر بحث  
روایت میں اسی دور میں ابوذر رضی اللہ عنہ کو شام میں بتلایا جا رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ  
انہوں نے شام میں صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو زیر بحث حدیث سنائی۔

یہ زبردست دلیل ہے کہ زیر بحث روایت موضوع من گھڑت ہے اور جس نے بھی اسے گھڑا ہے وہ تاریخ سے نابلد تھا اس نے یہ حدیث تو وضع کر دی کہ شام میں ابوذر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو حدیث سنائی لیکن اس بد نصیب کو یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ جس دور میں صحابی رسول یزید بن ابی سفیان شام میں تھے اس دور میں ابوذر رضی اللہ عنہ شام گئے ہی نہیں تھے بلکہ اس کے بہت بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں شام گئے تھے، اور اس سے پہلے ہی صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے تھے۔ لہذا ایک فوت شدہ شخص کو ابوذر رضی اللہ عنہ کوئی حدیث کیسے سنا سکتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی اس تحقیق سے اس روایت کا موضوع من گھڑت ہونا ثابت ہو گیا۔

اب یا تو یہ بات مان لی جائے کہ عبدالوہاب سے روایت کو موصول بیان کرنے میں غلطی ہوئی اور حقیقت میں سند سے ایک راوی ساقط ہے جیسا کہ امام ابن کثیر وغیرہ نے کہا ہے یا اعلان کیا جائے کہ ابو مسلم الجذمی کذاب ہے کیونکہ وہ دو صحابہ کی ملاقات ایسی جگہ بتلا رہا ہے جہاں ان دونوں صحابہ کا ملنا ممکن ہی نہیں۔ اور ان دونوں میں کوئی بھی بات مانی جائے روایت مردود ثابت ہوگی۔

امام بخاری ہی کی طرح امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی یہ اشکال پیش کیا ہے کہ صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جن دنوں شام کے امیر تھے ان دنوں ابوذر رضی اللہ عنہ شام میں تھے ہی نہیں کیونکہ یہ تو عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں شام آئے اور صحابی رسول یزید

بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ شام میں صرف ابو بکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور تک زندہ تھے چنانچہ:

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

**قُلْتُ: يَزِيدُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ كَانَ مِنْ أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ بِالشَّامِ فِي أَيَّامِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ. لَكِنَّ سَمِيَّهُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ يُشَبِّهُ أَنْ يَكُونَ هُوَ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ. وَفِي هَذَا الْإِسْنَادِ إِرسَالُ بَيْنِ أَبِي الْعَالِيَةِ وَأَبِي ذَرٍّ.**

یعنی صحابی رسول یزید بن سفیان رضی اللہ عنہ تو ابو بکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں لشکر شام کے امیر ہوا کرتے تھے (اور اس دور میں ابو ذر رضی اللہ عنہ شام آئے ہی نہیں) لہذا یزید بن سفیان رضی اللہ عنہ کے ہم نام یزید بن معاویہ مراد ہو سکتے ہیں واللہ اعلم [دلائل النبوة للبيهقي: ۶/۴۶۷]۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے جو یہ کہا:

**لَكِنَّ سَمِيَّهُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ يُشَبِّهُ أَنْ يَكُونَ هُوَ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.**

یزید بن سفیان رضی اللہ عنہ کے ہم نام یزید بن معاویہ مراد ہو سکتے ہیں واللہ اعلم [دلائل النبوة للبيهقي: ۶/۴۶۷]۔

عرض ہے کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ تمام تر روایات میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہی کی صراحت ہے، نیز اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس حدیث میں لونڈی غصب کرنے کا جو

واقعہ ہے وہ یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کا واقعہ ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یزید نے جب ایک لونڈی غصب کی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے انہیں حدیث سنادی لیکن جب انہوں نے مسند خلافت غصب کی کما یقال تو اس وقت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث لوگوں کو کیوں نہ سنائی گئی کیونکہ ظاہر ہے یہ واقعہ پیش آنے کے بعد یہ حدیث لوگوں کے علم میں آچکی ہوگی۔

نیز اسی حدیث میں ہے کہ یزید نے جب ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا وہ میں ہوں تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لہذا اگر یہ واقعہ یزید بن معاویہ کا ہے تب تو بتصریح ابوذر رضی اللہ عنہ یزید بن معاویہ رحمہ اللہ اس کے مصداق ہیں ہی نہیں۔

الغرض یہ کہ امام بخاری و امام بیہقی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق شام میں ابو ذر رضی اللہ عنہ صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے ملے ہی نہیں، اور امام بخاری رحمہ اللہ کی اسی تحقیق کو امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی برضاء و رغبت نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی تحقیق کے علاوہ اور بھی ایسے قرائن ہیں جو بتلاتے ہیں کہ یہ روایت مکذوب ہے۔

مثلاً یہ کہ جب یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کو ولی عہدی کے لئے نامزد کیا گیا تو اس وقت بعض لوگوں نے اس آئین کی مخالفت کی لیکن اس موقع پر کسی نے بھی اس حدیث کو پیش

نہیں کیا، جبکہ مذکورہ واقعہ پیش آنے کے بعد اس حدیث کا عام ہو جانا ظاہر ہے، غور کیا جائے کہ زیر بحث روایت کے مطابق ایک جلیل القدر صحابی یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ایک لونڈی غصب کرتے ہیں اور اس ایک غلطی پر انہیں یہ حدیث فوراً سنادی گئی جبکہ آپ صحابی رسول تھے تو پھر یزید بن معاویہ تو تابعی تھے انہوں نے ایک لونڈی ہی نہیں بلکہ مخالفین کے بقول مسند خلافت ہی کو غصب کر لیا آخر انہیں کسی نے یہ حدیث کیوں نہ سنائی؟

### لطفہ:

مخالفین یزید کہتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جن فتنہ پرداز امیروں کا نام لوگوں سے چھپایا اس سے یزید ہی مراد ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جان کے خوف سے یزید بن معاویہ کا نام نہیں بتایا عرض ہے کہ مذکورہ روایت کے مطابق تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے یزید کا نام بتا دیا وہ بھی خاندان بنو امیہ کے ایک فرد یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے سامنے آخر ان کی گردن کیوں نہیں ماری گئی؟

خلاصہ کلام یہ کہ مذکورہ روایت کی سند کا منقطع ہونا ہی رائج ہے قرآن اسی پر دال ہیں اور چونکہ اس روایت میں شدید نکارت بلکہ محال و ناممکن باتوں کا ذکر ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تحقیق پیش کی اس لئے متن کی نکارت کو دیکھتے ہوئے اس روایت کے موضوع من گھڑت ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا ہے اور قطعی یقین ہو جاتا ہے کہ

یہ روایت کسی سبائی ذہن کی کارستانی ہے، یاد رہے کہ شدید نکارت والے متن پر مشتمل روایت کے اندر گرچہ کوئی کذاب راوی نہ ہو پھر بھی متن کی نکارت کو دیکھتے ہوئے اہل علم اسے موضوع قرار دیتے ہیں چنانچہ ترمذی کی ایک روایت کو ابن الجوزی، حافظ ابن حجر اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے موضوع قرار دیا حالانکہ اس کے سارے رجال بخاری و مسلم کے ہیں بس سند میں بخاری و مسلم کے راوی ولید بن مسلم کا عنعنہ ہے، تفصیل کے لئے دیکھیے: [الموضوعات لابن الجوزی: ۱۴۰/۲، لسان المیزان: ج ۵: ص: ۲۰، الضعیفہ: ج: ۷، ص: ۳۸۷]۔

و کتبہ

ابو الفوزان کفایت اللہ السنابلی